ہر احمدی بچہ اپنی ذہنی استعداد کی پوری مستعدی کے ساتھ نشو ونما کرتا رہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹؍اگست ۱۹۷۵ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج میں دو باتوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک بات تو احمدی طلباء اور طالبات سے متعلق ہے اور دوسری بات کا تعلق صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی اُس ذمّہ داری سے ہے جو انگلستان کی جماعت نے ازخود قبول کی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی وراء الوراء حکمتوں کے ماتحت قوموں اور افراد کو بے انداز افضال سے نوازتا ہے اُس کے یہ افضال مختلف شکلوں میں نازل ہوتے ہیں اور ان کی مختلف علامتیں ہوتی ہیں کسی قوم کے حق میں اسکی سب سے بڑی عطا نوجوان نسل کے ذہن ہوتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو مادی دولت کا انحصار بھی بنیادی طور پر ذہن پر ہوتا ہے اور روحانی رفعتوں کا تعلق بھی بڑی حد تک ذہن رسا سے ہی ہوتا ہے۔ اس تمہید کے بعد ایک بات تو میں احمدی بچوں سے کہنا چاہتا ہوں اور دوسرے اس تعلق میں جو ذمہ داری نظام جماعت پر عائد ہوتی ہے اسکی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس بچہ کو اللہ تعالیٰ ذہن رسا عطا کرتا ہے اس کی ذہنی نشو وارتقاء کی ذمہ داری خود اس بچہ پر بھی عائد ہوتی ہے اور نظام جماعت پر بھی۔ بہت سے بچے ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ذہین پیدا کرتا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہ غفلتوں، بدعادتوں یا بدصحبتوں کے

نتیجہ میں اپنی ذہنی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس طرح وہ ان ترقیات سے محروم رہ جاتے ہیں جو انہیں یقیناً مل سکتی تھیں بلکہ وہ جماعت اور قوم کو بھی اس فائدہ سے محروم کر دیتے ہیں جو ان کی خداداد ذہنی صلاحیتوں کی صحیح نشوونما کی صورت میں اسے پہنچ سکتا تھا۔ اس لیے ہر احمدی بچے کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی ذہنی استعداد کی پوری مستعدی کے ساتھ نشوونما کرتا رہے۔ اگر کوئی بچہ ایسا ہے جو اپنی ذہنی استعداد کی نشوونما نہیں کرتا تو وہ اپنے نفس کا بھی گناہ گار ہے اور جماعت کا بھی مجرم ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ وہ احمدی بچوں کو بڑے اچھے ذہن عطا کر رہا ہے۔ جہاں ہمارے بچے مختلف انتخابات میں اعلیٰ کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں وہاں ہماری بچیاں بھی تعلیمی میدان میں پیچھے نہیں ہیں۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ احمدی بچی بی۔ ایس۔ سی کے امتحان میں اول آئی۔ ویسے اول آنا ایک اعزاز ہونے کے باوجود اتفاقی امر ہوتا ہے۔

دراصل ہر سال ایک کلاس اور درجہ سے تعلق رکھنے والے تیس چالیس طلباء اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ذہنی صلاحیتوں کے لحاظ سے وہ کم و بیش ایک ہی سطح پر ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک لڑکا کسی پرچے میں سب کچھ جاننے کے باوجود کسی نہ کسی وجہ یا کسی وقتی اثر کے ماتحت پورے سوالوں کا جواب لکھ نہیں پاتا جبکہ دوسرا لڑکا سارے سوالوں کا جواب لکھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ جس نے سارے سوالوں کا جواب لکھا تھا اول قرار پاتا ہے جبکہ دوسرا لڑکا اس اعزاز کو حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے لیکن دونوں ذہنی استعداد کے لحاظ سے ہوتے ہیں ایک ہی سطح پر۔ سو اوّل آنے کو اتنی اہمیت حاصل نہیں ہے جتنی اہمیت اس بات کو حاصل ہے کہ جن بچوں کو اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں ان کی بہر حال نشوونما ہونی چاہیئے اور ان کی نشوونما کی ذمہ داری خود بچوں پر بھی عائد ہوتی ہے اور جماعت پر بھی۔

اگر ہمارے نوجوان طالب علم میٹرک، ایف۔ ایس۔ سی، بی۔ ایس۔ سی، ایم۔ اے اور ایم۔ ایس۔ سی وغیرہ امتحانات میں آگے نکلنے کی کوشش کریں تو وہ بازی لے جا سکتے ہیں اور ذہنی نشوونما کے سلسلہ میں ان پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے ادا کرنے میں کامیاب ہو سکتے

ہیں۔ اگر بعض لڑکے بازی نہ بھی لے جاسکیں تو ان کی اس کوشش کا یہ نتیجہ تو بہرحال نکلے گا کہ اس طرح ان کی ذہنی استعدادوں اور صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی رہے گی اور وہ جماعت اور قوم و ملک کے لئے مفید وجود بن سکیں گے۔ اگر ہم بین الاقوامی سطح پر ستر پچھتر فیصد سے اوپر نمبر لینے والے دو تین سو بچے پیدا کرنے لگیں تو اس کا بہت اثر ہوسکتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر اس کے بہت اچھے نتائج رونما ہوسکتے ہیں۔

اس کے لئے ایک تو یہ ضروری ہے کہ احمدی بچے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ جماعتی سطح پر اس امر کی کوشش کی جائے کہ کوئی بچہ جسے اللہ تعالیٰ نے ذہنی دولت عطا کی ہے جماعت اس دولت کو ضائع نہیں ہونے دے گی۔ ایسے بچوں کی ذہنی نشوونما ضروری ہے اور یہ نشوونما نہیں ہوسکتی جب تک کہ دوطرفہ کوشش بروئے کار نہ لائی جائے۔ اوّل یہ کہ بچے اپنی ذہنی استعدادوں اور صلاحیتوں کو ضائع کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے مرتکب نہ ہوں اور اس طرح نہ اپنا نقصان کریں نہ جماعت کا نقصان کریں اور نہ اپنے ملک کو نقصان پہنچانے کا موجب بنیں۔ دوسرے یہ کہ جماعتی سطح پر ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ کوئی ایک ذہن بھی ترقی کرنے سے رہ نہ جائے۔ انگلستان میں اب ایک بڑی جماعت بن چکی ہے۔ یہاں کے حالات کے مطابق ایک کمیٹی بن جانی چاہیئے جو اس امر کا جائزہ لیتی رہے کہ بچوں کی ذہنی نشوونما اور ترقی خاطر خواہ طریق پر ہو رہی ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہو رہی تو کیا اقدامات ضروری ہیں۔ اگر صحیح خطوط پر کام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کی ذہنی نشوونما کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوسکے۔ بہرحال ساری جماعت میری اس نصیحت کو یاد رکھے اور عہد کرے کہ کوئی ایک ذہن بھی ضائع نہیں ہوگا نہ بچہ کی اپنی غفلت کی وجہ سے اور نہ جماعت کی غفلت کی وجہ سے۔

دوسری بات مَیں انگلستان کی جماعتہائے احمدیہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں خوب بڑھ چڑھ کر وعدے لکھوائے۔ یہ وعدے پندرہ سال میں ادا ہونے ہیں۔ پہلا سال اس سال مارچ میں ختم ہوا تھا۔ اُس وقت تک ان وعدہ جات کا پندرھواں حصہ ادا ہوجانا چاہیئے تھا۔ آپ نے جو وعدے لکھوائے ہیں ان کا پندرھواں حصہ ۳۸۹۰۸ پاؤنڈ بنتا ہے۔ اتنی رقم ہر سال ادا ہونی چاہیئے لیکن

پہلے سال وصولی ۲۹۴۶۳ پاؤنڈ ہوئی ہے یعنی اصل رقم سے ۹۴۴۵ پاؤنڈ کم وصول ہوئے ہیں۔ دوسرا سال شروع ہو چکا ہے جو مارچ ۱۹۷۶ء میں ختم ہوگا۔اس وقت تک دوسال کی رقم پوری ہونی چاہیئے۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے منصوبہ کے تحت ہمیں جو کام انجام دینے ہیں ان میں سے بعض کام شروع ہو چکے ہیں۔ایک کام یورپ میں پانچ نئے مشن کھولنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مشن انشاء اللہ تعالیٰ سویڈن، ناروے، اٹلی، فرانس اور سپین میں کھولے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کام کی ابتدا ہو چکی ہے۔ چنانچہ سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں دس کنال کے قریب زمین مل گئی ہے جس پر مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر ہونے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔سوگویا منصوبے کے دوسرے سال ہی یورپ میں ایک نئے مشن کی طرح پڑ گئی ہے۔ابھی مزید مشن کھولنے ہیں اور ان کے لئے رقم درکار ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس سے اگلے سال ناروے میں مشن کے قیام کی باری آجائے گی پھر علی الترتیب سپین، اٹلی اور فرانس میں مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر کئے جائیں گے۔

اس ضمن میں مَیں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی روایات کو نقصان نہ پہنچائیں اور ثواب سے محروم رہنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے وعدے پوری باقاعدگی اور مستعدی سے پورا کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے میں کوشاں رہیں۔ پس جہاں میں نے پہلی بات احمدی طلباء اور طالبات سے کی ہے وہاں دوسری بات جماعت کے کمانے والے مردوں اور عورتوں سے کی ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ ناشکری نہ کریں۔خدا تعالیٰ نے انہیں جو مال دیا ہے اس میں سے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں اپنے حصہ کا چندہ ادا کریں اور تمام تر کوشش اس بات کی کریں کہ پانچ، سات سال کے اندر یورپ میں پانچ نئے مشن قائم ہو جائیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور اپنی رضا کے کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰؍ستمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱، ۸)